اسرارِ حقیقی

خواجہ معین الدین چشتیؒ

پروگریسو بکس
۴۰۔بی، اردو بازار، لاہور
فون: ۷۳۵۲۷۹۵

خواجہ معین الدین چشتیؒ

عارف نوری

پروگریسو بکس

۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

فون: ۷۳۵۲۷۹۵

بار اوّل ——— 1997ء

بارسوم ——— اپریل 1999ء

تعریف پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت : 20/-

ملنے کا پتہ

ملت پبلی کیشنز۔ فیصل مسجد اسلام آباد

اسلام بک ڈپو۔ دوکان نمبر ۱۲ گنج بخش روڈ لاہور

عنوانات

سید محمود الحسن شاہ
سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ مخدوم پور شریف چکوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اَمَّا بَعْدُ

حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین امام المتقین محبوب رب العالمین سیدنا سید خواجہ خواجگان سید معین الدین بن سید غیاث الدین حسن سنجری بن سید حسن احمد بن سید طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام مہدی بن امام عسکری بن امام تقی بن امام علی بن امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام سید الشہداء شہید کربلا بن علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم۔

آپ سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ راشد اور حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ سید عبد القادر جیلانی حسنی و حسینی اور شیخ نجم الدین کبریٰ، شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ سعدی شیرازی کے ہم عہد اور ہم عصر تھے۔

ہندوستان میں سب سے قبل اسلام کی اشاعت کا بیڑا آپ نے اٹھایا۔ آپ کی آمد سے قبل ہندوستان کفر و کفار اور بت پرستی کی آماجگاہ تھا۔ آپ متعدد دفعہ

دہلی تشریف لاتے رہے لیکن اقامت اجمیر شریف میں ہی فرمائی۔ آپ کی نگاہ بے نیاز نے نوے لاکھ غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اور لاتعداد تشنگانِ توحید آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔

آپ کے سلسلۂ طریقت میں لاتعداد شہرۂ آفاق بزرگان دین گزرے ہیں۔ جو آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن و تاباں ہیں۔

آپ نے ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ کو جمعہ کے روز وصال فرمایا۔ آپ کا مرقد مبارک اجمیر شریف میں ہے۔ جہاں پر ہزاروں لاکھوں طالبانِ حق فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ عارف نوری نے آپ کے بارے میں چند عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں ؎

فرمانِ نبوی کے پیمبر خواجہ معین الدین ہیں ۔۔۔ داعی حق دینِ حق خواجہ معین الدین ہیں
ان کے دم قدم سے ہندوستاں ہوا سبز و شاداب ۔۔۔ مظہرِ انوارِ حق خواجۂ معین الدین ہیں
دولتِ ایمان سے سرشار خواجہ دم بدم ۔۔۔ ایسے بختاورِ جہاں خواجہ معین الدین ہیں
ان کی نظرِ پاک سے عالم منور ہو گیا ۔۔۔ جانِ جاں رُوحِ ایماں خواجہ معین الدین ہیں
دین و دنیا میں ہیں خواجہ ہر طرف سے سرفراز ۔۔۔ ایسے اشرافِ جہاں خواجہ معین الدین ہیں
دم بدم کہتے رہے ہیں قُل ہو اللہ اَحد ۔۔۔ ایسے توحیدِ زماں خواجہ معین الدین ہیں
ہر وقت صاحبِ حضوری رہتے تھے خواجہ امام ۔۔۔ مرتبت شاہِ جہاں خواجۂ معین الدین ہیں
جسم نُور جان نُور رُوح نور فقر نُور ۔۔۔ ایسے ہی نورِ زماں خواجہ معین الدین ہیں
شاہِ خاکی ان کے لبِ پاک کا اک راز ہے ۔۔۔ ایسے ہی خود راز داں خواجہ معین الدین ہیں

عارفِ نوری کہاں محبوبِ اجمیری کہاں
ایسے محبوبِ زماں خواجہ معین الدین ہیں

صاحبزادہ محمود الحسن شاہ گیلانی مخدوم پور شریف
چکوال

حکیم فقیر حسین قادری رضوی
خطیب اعظم فاروق آباد

عارفِ نوری

جناب مولانا ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی قادری رضوی میرو والی میرو وال ضلع شیخوپورہ میں چوہدری محمد بوٹا کمبوہ کے گھر ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد زمیندار تھے مگر اپنی برادری میں معزز شخصیت تسلیم کیے جاتے تھے۔

عارف نوری نے حضرت مولانا مفتی نواب الدین نقشبندی جماعتی سے علمِ دین حاصل کیا۔

عارف نوری مشرباً نقشبندی قادری ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد شاہِ اقلیم اعجاز ہادی سید نا سید غلام رسول شاہ صاحب خاکی ہیں جو اپنے وقت کے جید عالم، فقیہہ، مجتہد، فقیر درویش منش آدمی تھے۔ آپ نے تقریباً ایک سو ساٹھ سال عمر پائی۔ آپ سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ ہر وقت ذاتِ باری میں فنا فی الذات رہتے تھے۔ آپ حسنی حسینی سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ سے جا ملتا ہے۔ آپ صاحبِ استقامت اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ کا فیض عام ہے۔ آپ کے مرید پوری دنیا میں قریہ قریہ بکھرے ہوئے ہیں۔ آپ کا چہرہ اقدس آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن و تاباں تھا۔ آپ ہر وقت حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے فیضیاب رہتے تھے۔ آپ داتا علی ہجویری

رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد اقدس پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔

عارف نوری نے اب تک تقریباً ایک سو کے قریب کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں زیادہ تر فارسی سے اُردو میں تراجم ہیں۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اکثر کتب کے اُردو تراجم اور اُردو شرح بھی کی ہیں جو نہایت اسلوب کی حامل ہیں۔ آپ کے تراجم اور شرح کا انداز انوکھا ہے۔ نہایت سہل اور رواں دواں ہے۔ آپ نے کشف المحجوب کی اُردو شرح کی ہے جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔

عارفِ نوری درویش طبع آدمی ہیں۔ مولویت کے انداز سے نالاں ہیں۔ فقراء کی مجالس میں بیٹھنا ان کے رُوح کی غذا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی چند معرکۃ الآرا کتب کے تراجم ان کے مرہونِ منّت ہیں۔

عارف نوری نے لغت پر کام کیا ہے جس میں فارسی، عربی اور اُردو کو نئے انداز سے مزین کیا ہے۔ آپ نے زیادہ تر کام تصوّف پر کیا ہے جو ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔

= عارف نوری سلسلۂ نسب میں کمبوہ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس برادری میں بہت بہت عظیم آدمی گزرے ہیں جن میں حضرت شیخ بابائے عطار سرفہرست ہیں جو اپنے وقت جہاں نما و حق نما بزرگ گزرے ہیں۔

عارف نوری کے پیر و مرشد اپنے وقت کے غوث تھے جو ہمہ وقت توحیدِ ذات میں مستغرق رہتے تھے۔ ان کے چہرہ کو دیکھ کر ہندو مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ آپ کا نسب حضرت خواجہ معین الدین اجمیری سے بھی ملتا ہے۔ کیونکہ آپ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

یکم اکتوبر ۱۹۹۶ء

حکیم نذیر حسین قادری رضوی
فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

حقیقتِ کلمہ طیبہ

جاننا چاہیئے کہ توحید کے چند نکات اور ہدایت کے چند اسرار و رموز حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے خاکسار کو فیض روحانی کے طور پر حاصل ہوئے ہیں۔ جن پر میں کلی طور پر اعتماد رکھتا ہوں۔ انھیں اپنے کانوں سے ہوشمندی کے ساتھ سنیئے۔ وہ یوں کہ ایک دن حضور سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ نور الہدیٰ کہف الوریٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عثمان ذو النورین، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا، حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت سیدنا ابوہریرہ، حضرت سیدنا انس بن مالک، حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود، حضرت سیدنا خالد بن ولید، حضرت سیدنا بلال اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے خطاب فرماتے ہوئے حقیقت کے اسرار و رموز اور معرفت کے حقائق و دقائق بیان فرما رہے تھے۔ لیکن اس محفل پاک میں اس وقت حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر نہیں تھے۔ ابھی ابھی آپ حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز بیان ہی فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہو گئے۔ آپ

نے اپنی زبانِ ترجمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے زباں اب بس کر۔ بعض صحابہ کرام متعجب ہوئے اور اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ حقائق و معارف بتانے سے گریز کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ یہ کیا ماجرا ہے کہ حقائق و معارفِ خداوندی دوسرے تمام صحابہ کرام کے روبرو بیان فرما دیئے لیکن حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آپ نے پوشیدہ کر لیے ہیں۔ حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے تمام صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے باطنی اسرار و رموز کو پوشیدہ نہیں کیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ شیر خوار بچے کو مرغن حلوا اور گوشت وغیرہ ثقیل غذا کھلائی جائے تو اس کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے لیکن جب بچہ حدِ بلوغت کو پہنچ جاتا ہے تو خورد و نوش کی کوئی چیز بھی اُس کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ بالآخر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی باطنی قابلیت کے مطابق اُن سے دوسرے اسرار و معرفت بیان فرمانے لگے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جبروت و لاہوت کے منازلی حقائق و دقائق بیان فرمائے۔
آپ نے فرمایا اے عمر:

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَقُوْلُ اللّٰهُ وَمَنْ يَقُوْلُ اللّٰهَ مَا عَرَفَ اللّٰهُ

جس شخص کو اللہ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کو منہ سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو منہ سے اللہ اللہ کہتا ہے جان لیجیے اُسے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ یہ کیسی

معرفت ہے؛ کہ بندہ اپنے مالک کا نام تک ہی نہ لے۔ اور اس کی یاد کو چھوڑ دے۔
آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

جہاں کہیں تم ہو وہیں اللہ ہے۔

پس اے عمر! جو شخص ہر وقت ساتھ ہو۔ اور کسی وقت بھی نظر سے دور نہ ہو اُس کا یاد کرنا کیونکر ضروری ہے؟

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کہاں ہے؟

حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد عالی فرمایا کہ بندہ کے دل میں ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ بندے کا دل کہاں ہے؟

حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"قالب انسانی میں ہے"

اقسام دل

دل دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم

دل کی پہلی قسم دلِ حقیقی ہے۔

دوسری قسم

دل کی دوسری قسم دل مجازی ہے۔

اے عمر! دلِ حقیقی وہ دل ہے جو نہ دائیں طرف ہے اور نہ ہی بائیں طرف ہے۔ نہ اُوپر کی جانب ہے اور نہ نیچے کی جانب ہے۔ نہ دُور ہے اور نہ نزدیک ہے۔ لیکن اس حقیقی دل کی پہچان کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ صرف اُن مقربان الٰہی کا حصہ ہے جو حضورِ الٰہی میں ہمیشہ ڈوبے رہتے ہیں۔ کیونکہ مومن کامل حقیقت میں عرش ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالیٰ۔

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

حدیثِ دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد
کمالِ وصفِ دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد

اگر میں دل کی بات بیان کروں تو سینکڑوں دفتروں میں نہیں سما سکتی دل کے اوصاف و کمالات خشکی و تری میں ہرگز نہیں سما سکتے۔

بیا اے طالبِ صادق بحالِ خویش خوش بنگر
کہ اُو در عالمے آمد کہ پائے سر نمی گنجد

اے طالب صادق تو آ اور اپنے حال کو اچھی طرح دیکھ کہ وہ ایسے جہان میں آیا ہے کہ جس میں اس کا سراپا نہیں سما سکتا۔

صاحبِ دل کا مرتبہ یہ ہے

دل چو جنید می جنباند عرش را
عرش را دل فرش ساند زیرِ پا

دل عرش الٰہی کو جنید کی مانند جنبش میں لے آتا ہے۔ دل عرش الٰہی کو اپنے پاؤں کے نیچے فرش بنا لیتا ہے۔

تو نمی دانی کہ صاحب دل عظیم
عرش را عزت بود از دل سلیم

تو عظیم دل والے کو نہیں جانتا۔ دل سلیم سے عرش کو عزت ملتی ہے۔

اور یہ قرب وحضوری سوائے صحبتِ مرشد کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کامل لوگ اور طالبین سوال وجواب نہیں کیا کرتے بلکہ وہ خاموش اور باادب رہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَاضِرَةٌ مِنْ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ اَيْ اِنَّ مَقَامِ ذِكْرِ الْخَفِيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ۔

مومن کے دل میں ذکر خفی ہر وقت موجود رہتا ہے اور اُسے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے اور مسلم کا دل ذکر خفی سے غافل ہوتا ہے اس لیے وہ حقیقت میں مردہ شمار ہوتا ہے۔

دل کہ از اسرارِ خدا غافل است
دل نباید گفت کو مشتے گل است

جو دل اللہ کے اسرار سے بے خبر ہے۔ اس کو دل نہیں کہنا چاہیئے وہ ایک مشت مٹی ہے۔

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" مومن عارف باللہ ہوتا ہے اور عارف میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ

خاموشی اور غمگینی کی حالت میں رہتا ہے اور مسلم زاہد اور خشک ہوتا ہے۔

ازاں بعد حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَجْتَمِعُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَیَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔

مومن وہ نہیں جو مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور صرف زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہتے ہیں۔

اے ایسے کلمہ پڑھنے والے حقیقت کے کوچہ سے بے بہرہ اور بے خبر ہیں۔ یہ مومن نہیں ہیں بلکہ منافق ہیں کیونکہ زبان سے تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن کلمہ کے حقیقی معانی کا علم نہیں رکھتے۔ یہ خاک کے برابر بھی علم نہیں رکھتے کہ کلمہ کا حقیقی مقصد کیا شے ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ کہہ لیتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ نیست کسے کہتے ہیں اور ہست کسے کہتے ہیں۔ ایسا شک کے طور پر کلمہ کہنا شرک ہے اور شرک و شک سراسر کفر ہے۔ ایسے کلمہ پڑھنے والے کفر کی زد میں ہیں۔ کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ کلمہ میں کس کی نفی مراد ہے اور کس کا اثبات ہے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کلمہ طیبہ کا اصل مقصد کیا ہے، تو آپ نے فرمایا کلمہ طیبہ کے معنی یہ ہیں کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ولا اِلٰہ غیرہٗ کے کائنات کوئی موجود نہیں ہے اور حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء اللہ تبارک وتعالیٰ کے مظہر ہیں۔ اس لیے طالب اللہ پر لازم ہے کہ اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک بھی نہ آنے دے اور ذات الٰہ العالمین کو ہر جگہ موجود سمجھے۔

ارشاد باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم ہے:

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللہِ

جس جگہ بھی دیکھو پس اللہ ہی کا ظہور ہے۔

اے عمر! جب سالک اپنی تمام خوبیوں کو معدوم سمجھے اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو موجود سمجھے تب وہ سالک مرتبۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اس مرتبے میں سالک کی حالت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ، مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ وَقُطِعَ اَرْجُلُهٗ کا مصداق بن جاتی ہے۔ یعنی جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے وہ گونگا اور لنگڑا ہو جاتا ہے ؎

اسم اللہ ذوق بخشد با وصال
بے زباں گوید سخن بس قیل و قال

اللہ کے نام کا ذکر وصال کا ذوق بخشتا ہے۔ بغیر زبان اور بغیر قیل وقال کے بات کرتا ہے۔

الحاصل کلام: حاصل کلام یہ کہ عارف کامل پر خاموشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آہ و زاری اور حرکاتِ اضطرابی اس وقت تک دامن گیر رہتے ہیں جب تک کہ ہمیں مطلوب کا وصال حاصل نہیں ہوتا۔ جب طالب کو مطلوب مل جائے تو عین حقیقت ہے کہ جو آہ و فغاں اور مضطربانہ حرکات طلب کی حالت میں اسے دامن گیر رہتے تھے۔ ان کا سلسلہ ختم ہو کر اس کی حالت دگرگوں ہو جائے اور بجائے آہ و بکا کے قلق و اضطراب کے اسے نہایت دل جمعی اور خاموشی حاصل ہو جائے۔ تب ہی تو حقیقت میں عارف کامل شہنشاہ ہو جاتا ہے۔ وہ ماسویٰ اللہ کسی سے اُمید نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی کسی سے ڈرتا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی غم ہے۔

عارف کامل کی حالت یاد خداوندی سے بھی گزر جاتی ہے۔ اے عمر! یقین کیجئے کہ جب تک سالک غیر اللہ کا وجود تک بھی اپنے دل سے نہیں نکالتا تب تک ایک قدم بھی منزل عرفان کی راہ پر نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی کامل عارف بن سکتا ہے کیونکہ یاد بھی ایک قسم کی دُوئی ہے اور دوئی عارفین کے نزدیک سراسر کفر ہے۔ جب تک اس حقیقت تک نہ پہنچے اس وقت تک سچا موحّد نہیں بن سکتا اور اپنے موحّد ہونے کے دعویٰ میں بالکل کذاب ہے۔

حقیقتِ نماز

نمازِ حقیقی کونسی ہے؟

نمازِ حقیقی کے بارے میں حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:۔

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

اے عمر! نمازِ حقیقی سے مومن کامل اور عارف باللہ کو دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

اقسامِ نماز

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ نماز دو اقسام میں منقسم ہے:۔

ایک نماز علماء و فقہاء ظاہری اور خشک زاہدوں کی ہے جو صرف قول و فعل تک ہی محدود ہوتی ہے اور اس نماز سے اللہ کا وصال حاصل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی رسائی بھی عالم ملکوت نفسانی تک محدود رہتی ہے۔

دوسری نمازِ انبیائے کرام اولیائے عظام اور خلفائے انام کی ہے جو حضور قلب

سے ادا کی جاتی ہے۔ اس کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کا وصل ہے اور اس کی رسائی عالمِ جبروتِ رحمانی تک ہوتی ہے۔

اے عمر! نماز حقیقت میں یہی رحمانی نماز ہے۔ ورنہ عوام الناس جو نماز ظاہری طور پر حضورِ دل کے بغیر پڑھتے ہیں یہ نماز نفسانی ہے رحمانی نماز نہیں ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً طَوِیْلَۃً فِی الْمَسْجِدِ وَزَیَّنَ الْبَدَنَ بِالْعَمَامَۃِ فِیْ نَاظِرِ الْخَلَائِقِ وَمَا کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِنْ عَجْزٍ فَھُوَ مَحْجُوْبٌ وَلَا صَلٰوۃَ وَلَا وِصَالَ۔

جس نے مسجد میں نمازیں پڑھیں اور اپنے بدن کو لوگوں کی نظروں میں عمامہ کے ساتھ مزین کیا مگر اس کے دل میں عجز و انکساری نہ ہوئی پس وہ شخص حجاب میں ہے اور نہ اُس کی کوئی نماز ہے نہ وصال ہے۔

الحاصل کلام: حاصل کلام یہ ہے کہ علماء ظاہر پرست اور صوفیائے کرام ریاکار خوب جبّہ اور دستار باندھ کر ظاہری شان و شوکت اور رعب بنا کر صرف ریاکاری کی نماز پڑھتے ہیں۔ اُن کے نفس مغرودی اور خود پسندی کی قعر ذلت میں گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کی نماز کی کیا حقیقت ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نفس کے بندے ہیں۔ اور نفسانی آدمی حقیقت میں شیطان بقالب انسان ہوتا ہے۔ اور متفقہ بات ہے کہ شیطان کافر ہے اور گمراہ ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے لوگ دراصل گمراہ ہیں اور کافر ہیں۔ انھیں چاہیئے کہ کسی کامل مرشد کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو نفسانی غرور کے خس و خاشاک سے پاک اور صاف کریں۔ اور معرفتِ خداوندی سے معمور اور آباد کریں تاکہ وہ حقیقی طور پر انسان بن جائیں اور گمراہی سے نکل کر صراط مستقیم پر گامزن ہوجائیں۔ جب ہی اُن کی نماز حقیقی نماز ہوگی۔ اور یہی نماز

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کے قابل ہوگی۔ اور خوش قسمتی سے ایسا حقیقی نمازی ہزاروں میں سے کہیں کوئی مل بھی جائے تو کیمیا اکسیر سے کم نہیں ہے۔

گمراہ حقیقت میں کیا ہے؟

ایسے گمراہ حقیقت میں بتوں کے پجاری ہیں۔ اور پھر حیرانی ہے کہ یہ اپنی بُت پرستی پر بھی فخر کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی عجب کور باطن ہیں اور نادان ہیں جو ایسے ریاکاروں کو نمازی شمار کرتے ہیں۔ ایسی بے حقیقت نماز سے کیا حاصل ہے؟

حدیثِ قدسی میں ارشاد عالی ہے:۔

اَلْاَنْبِيَآءُ وَالْاَوْلِيَآءُ يُصَلُّوْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ دَائِمُوْنَ

انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہمیشہ حضور قلب سے نماز پڑھتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

صَلٰوةُ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ حَبْسُ الْحَوَاسِ وَعَدَدُ الْاَنْفَاسِ۔

انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی نماز حقیقت میں ایسی نماز ہوتی ہے کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں بلکہ ہر وقت ان کے حواس خمسہ غیر اللہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا ایک ایک سانس یادِ خداوندی میں گزرتا ہے۔ وہ اپنے ایک ایک سانس کا خیال و شمار رکھتے ہیں کہ کہیں غفلت میں نہ گزر جائے۔ یہی لوگ حقیقت میں نمازی ہیں۔

اے عمر نماز حقیقی رحمانی ہے۔ اسی نماز سے اللہ رب العالمین کا وصال ہوتا ہے۔

اے عمر! انبیائے کرام اور اولیائے اللہ ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

ذِکْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَةٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ وَذِکْرُ الرُّوْحِ مُشَاهِدَةٌ وَذِکْرُ الْخَفِیِّ دَآئِمًا۔

زبان گویا لقلقہ ہے اور دل کا ذکر ایک قسم کا وسوسہ ہے اور ذکر رُوح عین مشاہدہ ہے اور ذکر خفی ہمیشہ ہُوا کرتا ہے۔

اے عمر! ذکر خفی اور ذکر حقیقی ترک وجود ہے ؎

نماز زاہداں سجدہ سجود است
نماز عاشقاں ترک وجود است

زاہدوں کی نماز سجدہ اور سجود ہے۔ عاشقوں کی نماز اپنے وجود کو ختم کرنا فنا ہوجاتا ہے۔

یعنی اللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم کے سوا کسی کو موجود نہ سمجھنا۔ اور غیر اللہ کا وجود دل سے سراسر نکال دینا۔

حقیقتِ روزہ

روزہ کی تعریف کیا ہے؟

اے عمر! روزہ کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام دینی اور دنیوی آرزوؤں سے بند رکھے۔ کیونکہ دینی آرزو عبد و معبود کے مابین حجاب ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے بندہ اپنے معبودِ حقیقی کا وصال حاصل نہیں کر سکتا اور دنیوی آرزوئیں تو کماحقہٗ شرک ہیں۔

روزہ کے لیے قاطع اُمور

غیر اللہ کی طرف فکر و خیال کرنا۔ قیامت کا خوف، بہشت کی ہوس اور عقبیٰ کی فکر یہ سب کچھ روزۂ حقیقی کو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ حقیقی روزہ تب درست و صحیح رہ سکتا ہے جبکہ انسان خدا کے سوا ہر شے کو اپنے دل سے بھول جائے۔ یعنی غیر اللہ کا اُسے مطلق علم نہ رہے اور ہر قسم کی آرزوئیں اور اُمیدیں اور ہر طرح کا خوف اپنے دل سے نکال دے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

رَغِبْتُ عَمَّا دُوْنَ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کسی چیز کا دیدار مجھے مطلوب نہیں ہے۔ روزہ حقیقی کا افطار صرف اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے۔

صُومُوا بِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوا بِرُؤْيَتِهٖ

اے عمر! روزہ حقیقی کی ابتدا بھی دیدار الٰہی سے ہوتی ہے اور انتہا بھی دیدار الٰہی پر ہو گی۔

اے عمر! روزہ حقیقی کا آغاز و انجام اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے یعنی جاننا چاہیئے کہ روزہ حقیقی کس چیز سے رکھا جاتا ہے اور کس چیز سے افطار کیا جاتا ہے۔

روزۂ حقیقی کی ابتدا و انتہا

جاننا چاہیئے کہ روزۂ حقیقی کی ابتدا یہ ہے کہ انسان بتدریج معرفتِ خداوندی حاصل کرے اور اس کی انتہا یعنی افطار یہ ہے کہ قیامت میں اُسے دیدار حق نصیب نصیب ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔

روزہ رکھنے والے کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت، دوسری دیدار خداوندی کے وقت۔

اے عمر! عوام کے روزے میں پہلے روزہ ہے اور انجام پر افطار ہے

لیکن حقیقی روزے میں پہلے افطار ہے اور آخر میں روزہ ہے۔ دیکھئے مجذوب سالک جو کہ خدا رسیدہ ہیں وہ دائمی طور پر روزہ دار ہوتے ہیں۔ کسی وقت بھی ان کا افطار نہیں ہوتا کیونکہ روزہ حقیقی کے لیے افطار شرط نہیں۔ لیکن افطار کے لیے روزہ شرط ہے۔ یعنی واصلان الٰہی کے لیے یہ شرط نہیں کہ کبھی روزہ رکھو اور افطار کرو۔ وہ دائمی طور پر روزہ سے ہوتے ہیں۔

حقیقی اور مجازی روزہ کونسا ہے؟

اے عمر! تمام لوگ روزہ رکھتے ہیں جن میں خورد نوش اور جماع سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ یہ حقیقی روزہ نہیں بلکہ یہ مجازی روزہ ہے۔ فنا کے یہ معنی ہیں کہ اُن کو اسرارِ خداوندی حاصل نہیں ہوتے وہ ظاہری زینت میں پھنسے ہوتے ہیں اور حقیقت سے بے بہرہ ہیں۔ لیکن اس مجازی روزے میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا اور تمام خطرات نفسانی وانسانی اس میں حائل ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے روزے رکھنے والوں کے قول و فعل تمام کے تمام غیر اللہ ہیں۔ ایسا روزہ یعنی مجازی کبھی بھی حقیقی اور رحمانی نہیں ہو سکتا۔ اس ظاہری اور مجازی روزہ سے سوائے اس کے اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے کہ انسان روزہ رکھ کر ناداروں اور مفلسوں کی بھوک و پیاس کا احساس کر سکے اور غربا و مساکین کی استعانت کر سکے۔ بجز اس کے ظاہری روزے سے اور کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ لَا دِیْنَ لَہٗ وَ مَنْ لَّا دِیْنَ لَہٗ لَا عِرْفَانَ لَہٗ وَ مَنْ لَّا عِرْفَانَ لَہٗ لَا حِزْبَ لَہٗ وَ مَنْ لَّا حِزْبَ لَہٗ لَا اُنْسَ لَہٗ وَ مَنْ لَّا اُنْسَ لَہٗ لَا مَوْلٰی لَہٗ۔

بے مرشد بے دین ہوتا ہے اور بے دین معرفت خداوندی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اور جو معرفتِ خداوندی سے بے بہرہ ہو اس کا کسی صحیح گروہ سے واسطہ نہیں ہوتا۔ اور جو کسی صحیح گروہ سے واسطہ نہ رکھتا ہو اس کا کوئی مونس وغم خوار نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی مونس وغم خوار نہ رکھتا ہو۔ اُس کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ

بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ ان کو میں ہی پہچانتا ہوں۔ کوئی اور نہیں پہچانتا۔

شہوت پرست کون؟

اے عمر! سالکانِ غیر مجذوب مرشد کامل کی صحبت کے بغیر معرفتِ خداوندی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی باطنی اصلاح کے بغیر عالم جبروت تک وہ پہنچ سکتے ہیں۔ وہ عالم ناسوت اور عالمِ ملکوت میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ شہوت کے پجاری اور شہوت کو چاہنے والے ہیں۔

اسرارِ الٰہی سے بے خبر کون؟

اے عمر! جو علمائے کرام فقہائے انام اور سالکین غیر مجذوب ہیں۔ اور وہ کسی کامل مرشد کے فیض سے مستفیض نہیں ہوئے وہ جذبۂ اسرارِ الٰہی سے سراسر بے خبر ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی زیب وزینت اور نفسانی خواہشات کے پیچھے سرگرداں ہیں۔ گو وہ جبّہ اور دستار اور صوفیائے کرام کے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ لیکن

اصل میں ان کی اندرونی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ لالچ اور خواہشات دنیوی اور نفسانی خواہشات میں پھنسے ہوتے ہیں۔ اُن کا مقصود اس جامۂ فقیری سے خداپرستی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سراسر طالب مال و ثروت ہوتے ہیں۔ ان کا کلمہ، ان کی نماز، اور ان کا روزہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔

خودی کو باطل کرنا

جو شخص محقق سالکین کے زمرے میں داخل ہو جائے اور معرفتِ خداوندی میں کمال درجے تک پہنچ جائے۔ اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ہستی اور خودی کو یکسر باطل کر دے۔ جو لوگ اپنی خودی کو باطل نہیں کرتے خواہ وہ صوفیوں جیسا لباس کیوں نہ پہنیں وہ معرفت کی منزل میں قدم نہیں رکھ سکتے۔ انسان منزلِ معرفتِ خداوندی تک اُس وقت پہنچ سکتا ہے جبکہ تک کہ وہ اپنی خودی اور اپنی ہستی کو برابر باطل نہ کر دے۔ اور صرف ذاتِ خداوندی ہی ہمہ وقت دم بہ دم اس کا مطلوب ہو۔

حقیقتِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت کا راز عجوبہ

اے عمر! سنیئے۔ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کی رُو سے دو سو دیناروں میں سے پانچ دینار کی زکواۃ ادا کرنا فرض ہے۔ اور اہلِ طریقت کے نزدیک دو سو دیناروں سے پانچ دینار اپنے پاس رکھنے چاہئیں باقی تمام کے تمام زکواۃ کے طور پر خرچ کر دینے چاہئیں۔

جاننا چاہیئے کہ زکواۃ آزاد پر فرض ہے غلام پر فرض نہیں ہے۔ جب تک بندہ نفس کی بندگی سے خلاصی حاصل نہ کر لے تب تک آزاد لوگوں کے زمرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جب آزاد ہی نہیں تو وہ فرضیتِ زکواۃ کے زمرے میں کیسے آسکتا ہے۔

بندۂ نفس کو سب سے پہلے بندگیٔ نفس سے آزادی حاصل کرنی چاہیئے تا کہ وہ حقیقی زکواۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ نیز زکواۃ کی فرضیت عاقل و بالغ پر ہے دیوانہ اور نابالغ پر نہیں ہے۔ پس جس شخص پر غفلت اور نفسانیت کا شیطان سوار ہو اور وہ ہر وقت اسی کے پنجہ میں مبتلا ہو وہ عارفانِ خداوندی کے

نزدیک وہ عاقل و بالغ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایک نابالغ شیر خوار بچے کی طرح ہے۔ اور اہلِ معرفت کے نزدیک وہ کالعدم سمجھا جاتا ہے۔ اس پہ زکوٰۃ حقیقی کیونکر فرض ہو سکتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ بندۂ نفس نفسانیت کی بے شعوری سے خلاصی پائے تاکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت کی آزادی اور عقل سے سرفراز ہو کر حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

ظاہری زکوٰۃ کے فوائد

ظاہری زکوٰۃ جو شرعی طور پر دنیا کے مال پر فرض ہوتی ہے۔ اس میں صرف حکمت یہ ہے کہ امیر لوگ زکوٰۃ کے بہانے سے غربا و مساکین کی استعانت کر سکیں اور غریب لوگ اپنے کھانے پینے کا سہل انداز میں انتظام کر سکیں۔

سرِ ربوبیّت کیا ہے؟

اے عمر! حقیقی خزانے کی سوائے عارفینِ خداوندی کے کسی کو خبر نہیں ہے۔ حقیقی خزانہ حقیقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا راز ہے۔ اور صاحبِ معرفت کے دل اس پر رازِ الٰہی کے خزانے ہوتے ہیں۔ ان صاحبِ معرفت پر فرض ہے کہ وہ اپنے حقیقی خزانہ میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے راز کی زکوٰۃ بھٹکے ہوئے لوگوں اور بے سمجھ لوگوں کو عطا فرمادیں اور گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کی راہنمائی فرمادیں۔ کیونکہ حق دار کو اس کا حق دینا عین زکوٰۃ ہے۔

حقیقتِ حج

قلبِ انسانی کی حقیقی اہمیت

اے عمر! یقین کیجئے کہ خانہ کعبہ انسان کا دل ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد عالی ہے۔

قَلْبُ الْاِنْسَانِ بَیْتُ الرَّحْمٰنِ

انسان کا دل رحمٰن کا گھر ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللهِ تَعَالیٰ۔

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

پس دل کے کعبے کا حج کرنا چاہیئے۔ ؎

طواف کعبۂ دل کُن اگر دلے داری

دلے است کعبۂ اعظم تو گِل چہ پنداری

اگر تو دل رکھتا ہے تو دل کے کعبہ کا طواف کر۔ دل بڑا کعبہ ہے تجھ کو مٹی کی کیا ضرورت ہے۔

ز عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد
و لے خراب کہ او را تو ہیچ نہ شماری

وہ عرش و کرسی لوح و قلم مرتبہ میں زیادہ ہے۔ لیکن خرابی یہ ہے کہ تو اسکو کسی گنتی میں نہیں لاتا۔

قلب از نورِ وحدت گشت پیدا
نہ از مادر پدر باشد ہویدا

انسانی قلب نورِ وحدت سے پیدا ہوا ہے یہ کسی ماں یا باپ سے پیدا نہیں ہُوا۔

نہ از بادو نہ آتش آب و خاکی
قلب نوریست قدرت شد ز پاکی

وہ نہ ہوا ہے نہ آگ ہے نہ پانی نہ مٹی ہے۔ دل قدرت کا نور ہے اس کی تخلیق پاکی سے ہے۔

لہٰذا دل کعبہ سے افضل ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

دلداری کرنا حج اکبر کے برابر ہے۔ سو ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی شریف میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کعبۂ دل کا حج کس طرح کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"انسان کا وجود بمنزلہ ایک چاردیواری کے ہے۔ اگر اس چاردیواری

میں سے شک و وہم غیر اللہ کا پردہ دُور کر دیا جائے تو دل کے
صحن ذاتِ باری تعالیٰ کا جلوہ نظر آئے گا۔ حج کعبہ کا یہی مقصد ہے ؎

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں
بیت المقدس است مکن جائے دیگراں

دل بہت بڑا کعبہ ہے اس کو بتوں سے خالی کر۔ یہ مقدس گھر ہے اس
کو کسی اور کا مسکن نہ بنا۔

نیز ایسا حقیقی حج کرنے سے یہ بھی مقصود ہے کہ انسان اپنی خودی اور اپنی ہستی
کو اس طرح باطل کر دے کہ ہستی کا ذرّہ بھر بھی باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ ظاہر و باطن
برابر پاکیزہ ہو جائیں اور دل اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جائے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی ہستی کو
فنا کیونکر حاصل ہو سکتی ہے؟ حضور سید الرسل امام السبل علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء
نے ارشاد فرمایا۔

"محبوب حقیقی پہ عاشق ہونے سے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو گیا وہ
فنا فی اللہ ہو گیا اور جو فنا فی اللہ ہو گیا وہ ذاتِ حق کا مظہر ہو گیا۔"

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم دل کو اللہ کا گھر اور اللہ کا عرش کیونکر
قرار دیا ہے؟ حضور سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے۔

وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

میں تمہارے اندر ہی ہوں پھر تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے۔

اے عمر! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ دل میں رہتا ہے لہٰذا دل اللہ کا گھر

اور عرش الٰہی قرار دیا۔

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس خاکی پتلے میں بولنے والا سننے والا، جاننے والا اور دیکھنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

"وہی بولنے والا، وہی سننے والا اور وہی دیکھنے والا ہے"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کی خاص ذات کیا ہے، تو آپ نے فرمایا:۔

اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ

میں بغیر میم کے احمد ہوں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دل کے کعبہ کا حج کون ادا کرتا ہے تو حضور نبئ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا:۔

"خود ذاتِ وحدہٗ لاشریک لہٗ"

یعنی جب بندگی نفس کا پردہ دور کر دیتا ہے اور بندے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات سما جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندے کے دل میں سمانا ہی کعبۂ دل کا حج ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جب سب کچھ اسی ذاتِ پاک کا ظہور

ہے تو پھر یہ رہنمائی کس کو اور کیونکر؟ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

"وہ خود ہی رہنما ہے اور خود ہی اپنی رہنمائی کرتا ہے۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم پھر یہ طرح طرح کے نقش و نگار کیوں ہیں؟ حضور نبی غیب دان صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"رہنمائی کی مثال سوداگری جیسی ہے کہ جس چیز کا کوئی گاہک ہو۔ سوداگر اُس کو وہی چیز دیتا ہے۔ گیہوں خریدنے والے کو ہرگز جَو نہیں دیئے جاتے اور نہ ہی جَو خریدنے والے کو گیہوں دیئے جاتے ہیں۔"

انبیاء کی مثال لاجواب

اے عمر! انبیائے کرام علیہما السلام کی مثال ایسی ہے جیسے اطبّا یعنی جس طرح طبیب مریض کی طبیعت اور مرض کے مطابق دَوا دیتا ہے اور اُسی مطابق طبع دوا کے اس مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیائے کرام علیہما السلام بھی روحانی ایمان داروں کو ان کی باطنی استعداد اور روحانی مرض کے مطابق دوائے معرفت عطا فرماتے ہیں۔ جس کے موجب مریض روحانی شفائے کلّی پاکر عارف باللہ بن جاتا ہے۔

سالکانِ طریقت کا تقسیم ہونا

اے عمر! سالکانِ طریقت چار گروہوں میں منقسم ہیں۔ اور اُن چار گروہوں میں

مراتب و استعداد کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

سالکانِ طریقت کا پہلا گروہ

سالکانِ طریقت کا پہلا گروہ عوام العالم میں عام مسلمانوں کا ہے۔ یہ لوگ اربابِ ظاہر کہلاتے ہیں اور راہِ شریعت پر چلنے والے ہیں۔ عشق الٰہی کی چار سیڑھیوں میں سے پہلی سیڑھی پر اہلِ شرع گامزن ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اسی سیڑھی پہ رہیں معرفت الٰہی کی اگلی سیڑھیوں پہ چلنے کی کوشش نہ کریں۔ یہاں تک کہ اُن کی عمر ختم ہو جائے۔ تو یہ لوگ دین و دنیا سے محروم اور ظاہر پرست ہو کر مر جاتے ہیں۔ یہ گروہ اہلِ شریعت کہلاتا ہے۔

سالکانِ طریقت کا دوسرا گروہ

سالکانِ طریقت کا دوسرا گروہ وہ عوام الخاص کا گروہ ہے۔ ان لوگوں میں دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ عوام کا بھی اور خاص کا بھی۔ یہ گروہ روحانیت کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن چونکہ رموز باطنی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کبھی دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور کبھی دین کے طالب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُن کی باطنی آنکھیں نورِ باطنی سے کماحقہٗ منور نہیں ہوتیں۔ اس گروہ کو اہلِ طریقت کہتے ہیں۔

سالکانِ اہلِ طریقت کا تیسرا گروہ

سالکانِ طریقت کا تیسرا گروہ وہ گروہ خاص الخاص کا ہے۔ انھیں اہلِ معرفت بولتے ہیں۔

پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذاتِ رحمٰن کیا ہے؟ اور دوسری اشیاء کیا ہیں؟ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم نے جواباً فرمایا:۔

"تمام اشیاء مظہرِ الٰہی ہیں۔ حقیقت میں سب ایک ہی ہیں۔ ظہور کی صفات الگ الگ ہیں جیسا کہ مطلب ایک ہوتا ہے اور اُسے مختلف عبارات میں ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات صرف ایک ہی ہے لیکن اُس کے مظاہر مختلف ہیں۔

اللہ ربُّ العزّت تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ

تحقیق اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہے۔

لیکن انسان کو دوسری تمام مخلوقات پر شرف اور بزرگی حاصل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ

بیشک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر تخلیق کیا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا تو پھر اس میں خاص و عام اور کافر مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔

ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ

ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت دراصل اس حدیث کی مصداق ہونی چاہیئے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔

موت ایک پل ہے جس کو طالب مولیٰ عبور کر کے واصل حق ہو جاتا ہے۔

اے عمر! پانچ بنائے اسلام کی حقیقت جو مومن ہونے کا درجہ ہے۔ جو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ فی الحال تمہارے لیے کافی ہے۔ جب تو اس سے آگے انتہائے کمال کی طرف بڑھنا چاہے گا تو جمیع صفات اور اسرار خود تیرے اندر موجود ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔

اے میرے راز دار قطب الدین! یہ نکاتِ پوشیدہ اور مخفی راز تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے راز دان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائے تھے تمھیں لکھ دیئے ہیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم ان نکات پر اعتماد و اقرار کرو گے۔ ہمیں کج فہم یعنی علمائے ظاہر سے کچھ بھی واسطہ نہیں۔ اُن کا علاج رب تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ ہر شے پر اللہ ہی کا قبضہ ہے۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ۔ اذن خداوندی کے بغیر کوئی چیز حرکت نہیں کر سکتی۔ ہر مسلمان اس عقیدہ پر گامزن ہے۔ اور اسی پر ایمان رکھتا ہے۔ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِ خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِيْنَةِ فَرْشِهٖ وَمَالِكِ مُلْكِهٖ وَقَاسِمِ رِزْقِهٖ وَمَظْهَرِ لُطْفِهٖ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَطَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ اٰمِيْن۔

حصّہ دُوم

ہفت مکتوبات

مکتوبِ اوّل کا حقیقی انکشاف

پہلا راز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے قلبی محب، میرے دلی دوست اور میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی اللہ ربُ العالمین جل مجدہ الکریم ارحم الراحمین آپ کو دونوں جہان کی سعادت عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بندۂ مسکین معین الدین کی جانب سے سلامِ مسنونہ کے بعد جاننا چاہیئے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے چند ایک نکات میں احاطۂ تحریر کرتا ہوں۔ یہ نکات اپنے سچے ارادت مندوں اور طالبانِ حق کو سکھا دینا تاکہ وہ غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔

اے میرے عزیز! جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ کبھی بھی سوال یا تمنا نہیں رکھتا۔ جس نے ابھی تک نہیں پہچانا وہ اُن کی بات سمجھنے سے قاصر ہے۔ دوم یہ کہ لالچ اور خواہشات سے دامن کو پاک رکھو۔ جس نے لالچ اور خواہشات سے دامن کو پاک کیا وہ مقصد کو پا گیا۔ چنانچہ ایسے شخص کے بارے میں اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

جس شخص نے اپنے نفس کو خواہشات سے روک رکھا اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

جس دل اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف سے پھیر دیا ہے اُسے کثرتِ شہوات کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کر دیا ہے۔

خواب میں دیدارِ خداوندی اور راز و نیاز۔

ایک دن حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ایک شب اللہ ربُّ العزت تبارک وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا بایزید کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جس طرح تو چاہتا ہے۔ خطاب ہُوا۔

"اچھا جس طرح تو میرا ہے اُسی طرح میں تیرا ہوں"۔

ہر کہ گردن نہد رضا او را
مر مرا حق نگاہباں باشد

جو اس کی رضا کے لیے گردن رکھ دے تو حقیقت میں اللہ اُس کا محافظ ہوتا ہے۔

شرِ شیطانی سے نجات کا حصول۔

پس اگر تصوّف کی ماہیت سے واقفیت اور شناسائی چاہتے ہو تو اپنے اُوپر آسائش کا دروازہ بند کر دو۔ پھر زانوئے محبت کے بل پر بیٹھ جاؤ۔ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو جان لیجئے کہ بس تصوّف کے عالم ہو گئے۔ طالبِ حق کو یہ بات جان و دل سے بجا لانی چاہیئے۔ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا کرنے سے وہ شرِ شیطانی سے محفوظ رہے گا۔ اور دونوں جہان کی مرادیں حاصل کر لے گا۔

صاحب حضور کون؟

حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ:۔
"ایک روز میرے پیر و مرشد نے فرمایا مُعین الدّین۔ کیا تُو جانتا ہے کہ صاحبِ حضور کسے کہتے ہیں؟ دیکھئے صاحبِ حضور وُہ ہے جو ہر وقت مقامِ عبودیّت میں ہو۔ اور ہر ایک واقع کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرے۔ اور تمام عبادات کا مقصد یہی ہے جسے یہ حاصل ہے وہ جہان کا بادشاہ ہے بلکہ جہان کا بادشاہ اُس کا محتاج ہے۔"

صاحب کمال پر فرائضِ منصبی

حضرت خواجہ مُعین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان ہے کہ:۔
"ایک روز میرے پیر و مُرشد نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا بعض درویش جو کہتے ہیں کہ جب طالب کمال حاصل کر لیتا ہے تو اُسے اندیشہ نہیں رہتا یہ غلط ہے۔ دُوم یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عبادت کرنا بھی اُس کے لیے ضروری نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضور سیدِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم دائماً عبادت بندگی اور عبودیّت میں سر بسجود رہے باوجود کمالِ بندگی کے۔ آخر یہ فرمایا کرتے تھے مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ حق تھا۔ یعنی پورے طور پر تیری عبادت نہیں کر سکتے۔ نہایت عاجزی سے وردِ زبان تھا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں محمّد اس کے بندے

اور رسول ہیں۔"

حقیقی معراج کیا ہے؟

یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ جب عارف کمالیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُس وقت کمال درجہ کی ریاضت میں جس سے مراد نماز ہے نہایت صدق دل سے ادا کرتا ہے۔ اسی سے حضوری اور آگہی زیادہ حاصل ہوتی ہے بلکہ اخص الخاص معراج یہی ہے۔ جب کوئی شخص یہ معلوم کر کے صدق سے کام لیتا ہے تو اُسے ایسی پیاس ہوتی ہے جیسا کہ اُس نے آگ کے کئی پیالے پی لیے ہیں۔ جُوں جُوں ایسے پیالے پئے گا پیاس کا غلبہ بڑھتا جائے گا۔ اس لیے کہ جمال نامتناہی کی انتہا نہیں۔ اُس وقت اُس کا سکون بے سکونی میں ڈھل جاتا ہے جب تک کہ مشرف الٰہی نہ ہو جائے۔ اور سلام ہو۔

دوسرا راز

مکتوب دوم قربِ حقیقی کا انکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیدارِ الٰہی کے اشتیاق کے طالب اور درد مند درویش جفاکیش میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو دونوں میں سعادت نصیب فرمائے۔

سلام مسنونہ کے بعد مقصود یہ ہے کہ ایک دن حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت خواجہ نجم الدین اور چھوٹے خواجہ محمد تارک اور یہ خاکسار حاضر تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ کسی شخص کو قربِ الٰہی حاصل ہوا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"نیک اعمال کی توفیق بڑی اچھی پہچان ہے۔ یقین کیجئے جس شخص کو نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہے اس کے لیے قرب کا دروازہ کھل گیا ہے۔"

پھر آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا:

"ایک شخص کے پاس ایک صاحبِ وقت لونڈی تھی جو نصف شب میں اُٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتی اور اللہ کا شکر بجالاتی۔ اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتی اے میرے رب میں تیرا قرب حاصل کر چکی ہوں۔ مجھے اب اپنے سے دُور نہ رکھنا۔" اُس لونڈی کے مالک نے یہ ماجرا سُن

کر اُس سے پوچھا۔ تمھیں کس طرح معلوم ہے کہ تمھیں قُربِ الٰہی حاصل ہے کہا مجھے معلوم ہے کہ مجھے نصف شب کے وقت جاگ کر دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے۔ اس لیے میں جانتی ہوں کہ مجھے قرب حاصل ہے۔ آقا نے کہا۔ لونڈی! جائیے میں نے تمھیں اللہ کے لیے آزاد کیا۔

حاصل کلام: پس انسان کو شب و روز اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہیئے۔ تاکہ اس کا نام صالحین کے دفتر میں درج ہو جائے۔ اور نفس و شیطان کی قید سے محفوظ رہ جائے۔ اور سلام۔

تیسرا راز

مکتوب سوم معرفت الٰہی کا حصول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللہُ الصَّمَد کے رازوں سے شناسائی، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کے انوار کے ماہر میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلویؒ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے درجات میں وسعت فرمائے۔

فقیر پُرتقصیر معین الدین سنجری کی جانب سے خوشی اور اُنس و محبت سے لبریز سلام ہو۔ مقصود و مدعا یہ کہ تادمِ تحریر صحتِ ظاہری کے بموجب مشکور ہوں۔ مولا تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں صحت و عافیت عطا فرمائے۔

عزیزِ من! میرے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"عارفین کے سوا کسی اور کو عشق کے رموزات سے واقف نہیں کرنا چاہیئے خواجہ شیخ سعدی سیگوئیؒ نے حضرت سے دریافت کیا کہ عارفین کو کیونکر پہچان سکتے ہیں۔ تو خواجہ حضور نے فرمایا کہ اہلِ معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک ہوگی یقین کیجئے کہ وہ عارفین میں سے ہے۔ اور اُسے معرفتِ خداوندی حاصل ہے۔ اور جس میں ترک نہیں اُس میں معرفتِ خداوندی کی بُو تک بھی نہیں۔ بہتر طور پر یقین کیجئے کہ کلمۂ شہادت اور نفی اثبات معرفتِ خداوندی ہے۔ مال و منصب بہت بڑے بُت ہیں۔

اور اُنہوں نے بہت سے لوگوں کو صراطِ مستقیم سے بھٹکا دیا اور بھٹکا رہے ہیں۔ اور مخلوق کے معبود بن رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ جاہ و مال کی پوجا کرتے ہیں۔"

پس جس نے مال و جاہ کی محبت کو دل سے نکال دیا اُس نے گویا کما حقہٗ نفی کر دی اور جسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی اُس نے کما حقہٗ اثبات کر لیا۔ اور یہ بات لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کے کہنے اور اُس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جس نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا اُسے معرفتِ حق حاصل نہیں ہوتی۔ اور سلام ہو۔

چوتھا راز

مکتوب چہارم دانش ور فقراء کا انکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حقائق و معارف سے شناسا۔ عارفین کے پروردگار کے عاشق
میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی۔

جاننا چاہیئے کہ انسانیت میں سب سے دانش ور فقراء ہیں جنہوں نے درویشی اور نامرادی کو اختیار کیا ہُوا ہے۔ کیونکہ ہر ایک مراد میں نامرادی ہے۔ اور نامرادی میں مُراد ہے۔ اس کے برعکس غافلین نے صحت کو زحمت اور زحمت کو صحت خیال کیا ہُوا ہے۔ پس دانش ور وہی ہے کہ جب کسی دنیاوی مراد کا اسے خیال آئے تو اُسے فوری طور پر ترک کر کے نامرادی اور فقر کو اختیار کرے۔ اپنی مراد کو ترک کر کے نامرادی سے موافقت کرے۔ ع

نامرادی تا نہ گردی بامرادی کے رسد

اس لیے مرد کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دلبستگی ضروری ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگرچہ اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھ دے تو ہر راہ بجز اُس کے چہرے کے اور کچھ نہ دیکھے اور دونوں عالم میں جس کی جانب نظر کرے اُس میں اُسی کا حقیقی نظارہ کرے۔ دینداری اور آنکھ حاصل کر۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک ذرّہ جہاں نما ہے۔ ماسوا ظاہری ملاقات اور شوق کے اور کیا لکھوں۔ اور سلام ہو۔

پانچواں راز

مکتوب پنجم زہد و علم کا انکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برگزیدۂ واصلین، عاشقِ ربّ العالمین، میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی۔

ایک دن میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ شیخ صاحب! میں نے بہت سے علوم حاصل کیے اور زہد بھی بہت کیا مگر مقصد پورا نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا تمھیں صرف ایک بات پر عمل کرنا ہوگا۔ عالم و زاہد بن جاؤ گے۔ وہ یہ کہ حضور سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔

دنیا کو ترک کرنا تمام عبادات کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

اگر تم اس حدیث پر عمل کرو تو پھر تمھیں کسی اور علم کی ضرورت پیش نہ آئے۔ یعنی اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ۔ علم ایک نکتہ ہے۔ اس کا کہہ لینا سہل ہے مگر اس پر عمل پیرا ہونا بہت ہی دشوار ہے۔

پس یقین کیجئے کہ ترک اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کمال

درجہ کی محبت نہ ہو۔ اور محبت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

ارشاد گرامی وعالی ہے۔

مَنْ یَّہْدِ اللّٰہُ فَہُوَ الْمُہْتَدِ

جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے۔

حاصل کلام: پس انسان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کا لحاظ کر کے اپنے قیمتی وقت کو دنیا کی آرزوئیں پورا کرنے میں ضائع نہ کرے بلکہ وقت کو غنیمت جانتے ہوئے زندگی فقر وفاقہ میں بسر کرے۔ عجز وانکساری سے پیش آئے۔ معصیت کی شرمندگی کے مارے سر نہ اُٹھائے۔ ہر حالت میں عاجزی اور تضرع سے پیش آئے۔ کیونکہ اُنس، بندگی اور عبادت اور سب سے اچھا کام یہی عجز ونیاز ہے۔

آٹھ فوائد کا حصول

اس کے بعد موقع کو مناسب جانتے ہوئے آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت خواجہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شفیق بلخی علیہ الرحمۃ کے شاگرد اور مرید تھے ایک روز شیخ علیہ الرحمۃ نے دریافت کیا کہ تم کتنی مدت سے میری صحبت اور خدمت میں لگے ہوئے ہو۔ اور میری باتیں سنتے آئے ہو۔ عرض کیا عرصہ تیس برس سے دریافت کیا پھر اس مدت میں کیا کچھ حاصل کیا اور کیا کچھ فائدہ حاصل کیا۔ عرض کیا آٹھ فائدے حاصل ہوئے۔ پوچھا کیا اس سے پہلے حاصل نہیں تھے۔ عرض کیا حضور اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ان سے زیادہ کی اب مجھے ضرورت نہیں۔ فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حاتم! میں تمام عمر تیرے کام میں صرف کر دی۔ میں نہیں چاہتا کہ تو اس سے زیادہ حاصل کرے۔ عرض کیا میرے لیے اتنا ہی علم کافی ہے کیونکہ دونوں عالم کی خلاصی ان فوائد میں آجاتی ہے۔ فرمایا اچھا اسے بیان کیجئے۔ عرض کیا استاد صاحب پہلا یہ ہے کہ میں نے مخلوق کو غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ ہر ایک شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے۔ وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں کہ بعض مرض موت تک اُس کے ہمراہ رہتے ہیں۔ بعض مرنے تک ہمراہ رہتے ہیں۔ بعض قبر تک۔ پھر کوئی بھی ہمراہ نہیں جاتا۔ کوئی ایسا نہیں کہ انسان کے ہمراہ قبر میں جا کر اس کا غم خوار اور اُس کی قبر کا دیا بن سکے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ محبوب وہی اچھا ہے جو انسان کے ہمراہ قبر میں جائے اور اس کا غم خوار و چراغ ہو۔ قیامت کے منازل طے کرائے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ ان صفات سے متصف محبوب صرف اعمال صالحہ ہیں۔ سو میں نے انھیں اپنا محبوب بنایا اور انھیں اپنے لیے دلیل و برہان ٹھہرایا۔ تاکہ قبر میں بھی میری غم خواری کریں۔ میرے لیے چراغ کا کام کریں۔ اور ہر ایک منزل میں میرے ہمراہ رہیں اور ساتھ ترک نہ کریں۔ حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ حاتم تو نے بہت ہی بہتر کیا۔ دوسرا یہ کہ جب میں نے لوگوں کو غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ سب کے سب لالچ اور خواہشات کے مرید بنے ہوئے ہیں اور نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیہ کریمہ پر غور کیا۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى۔

جس نے اللہ سے خوف کھاتے ہوئے نفس کو خواہشات سے روکا اس ٹھکانا جنت ہے۔

تو یقین ہو گیا کہ قرآن سچا ہے اس لیے میں نفس کی مخالفت کے درپے ہوا۔ اور اُسے

مجاہدہ کی کٹھالی پر رکھ دیا۔ اس کی ایک بھی خواہش پوری نہ کی۔ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت سے مجھے سکون ملتا رہا۔

حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

"خداوند کریم اس میں تجھے برکت دے تو نے خوب کہا اور بہتر کیا۔"

تیسرا فائدہ یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات کو غور سے دیکھا کہ ہر شخص دنیا کے لیے سعی کرتا ہے۔ رنج والم برداشت کرتا ہے پھر کہیں دنیاوی حکام سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ اور پھر اس پر کمال درجہ خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس آیۂ کریمہ پر غور کیا۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ۔

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

تو جو کچھ میں نے جمع کیا تھا سب کا سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیا۔ اور خود کو سپردِ الٰہی کر دیا۔ تاکہ بارگاہِ خداوندی میں باقی رہے اور میرے لیے عقبیٰ میں توشہ بنے۔

حضرت خواجہ شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اللہ تجھے برکت دے تو نے بہت ہی اچھا کیا ہے۔"

چوتھا یہ کہ جب میں نے مخلوق کے حالات کا غور سے مشاہدہ کیا تو پتہ چلا کہ بعض لوگوں نے آدمی کا عزت و شرف اور اس کی بزرگی کثرتِ اقوام کو سمجھ رکھا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ بعض نے سمجھ رکھا ہے کہ مال اور اولاد پر عزت کا انحصار ہے اور اسے فخر کا سرمایہ خیال کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اس آیۂ مبارکہ پر خیال کیا۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

تم میں سے اللہ کے نزدیک اہلِ تقویٰ ہی معزز ہے۔

تو معلوم ہوا کہ بس یہی ٹھیک اور حق ہے اور جو کچھ لوگوں نے خیال کر رکھا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ سو میں نے تقویٰ اختیار کیا۔ تاکہ میں بھی اللہ کی بارگاہ میں مکرّم ہو جاؤں۔

خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

"تو نے بہت اچھا کیا"

پانچواں یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات کا بغور مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو محض حسد کے سبب برائی سے یاد کرتے ہیں اور حب بھی مال و منصب اور علم کا کام کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیۂ مبارکہ پر غور کیا:۔

قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ہم نے اُن میں دنیاوی زندگی کے لیے رزق تقسیم کیا۔

تو جب ازل میں اُن کے حصّے یہ چیز آ چکی ہے اور کسی کا اس میں اختیار نہیں۔ تو پھر حسد بے فائدہ ہے۔ تب سے میں نے حسد کو ترک کر دیا ہے۔ اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔

حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

"تو نے بہت ہی اچھا کیا"

چھٹا یہ کہ جب دنیا کو غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ بعض باہم بغض رکھتے ہیں اور کسی خاص کام کے لیے ایک دوسرے سے لاگت بازی کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیۂ کریمہ پر غور کیا:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

"بیشک شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے"

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام بالکل سچّا ہے۔ واقعی ہمارا دشمن شیطان ہے۔ شیطان کی پوجا نہیں کرنی چاہیئے۔ اُس وقت سے میں صرف شیطان

کو اپنا دشمن جانتا ہوں۔ اُس کی پیروی نہیں کرتا اور نہ ہی اطاعت۔ بلکہ احکام الٰہی بجا لاتا ہوں۔ اُس کی بزرگی کرتا ہوں اور درست بھی یہی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

اے اولاد آدم! کیا میں نے تجھ سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پوجا نہ کرو وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اگر تم میری عبادت کرو تو یہی صراط مستقیم ہے۔

حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"تم نے بہت خوب کیا"

ساتواں یہ کہ جب میں نے مخلوق کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنے رزق کے لیے سر توڑ سعی کرتا ہے اور اسی سبب سے حرام اور شبہ میں پڑتا ہے اور خود کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر میں نے اس آیہ کریمہ پر غور کیا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

روئے زمین پر کوئی ایسا حیوان نہیں کہ جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو

تو سمجھ کہ فرمانِ الٰہی حق ہے۔ میں بھی ایک حیوان ہوں۔ پھر میں طاعتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مجھے ضرور رزق پہنچائے گا۔ کیونکہ وہ خود اس بات کا ذمہ دار ہے۔

حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"تو نے بہت اچھا کیا"

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے اللہ کی مخلوق کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص

کو کسی نہ کسی چیز پر اعتماد ہے۔ بعض کو سیم و زر پہ۔ بعض کو ملک و مال پہ۔ پھر میں نے اس آیۂ مبارکہ کو غور سے دیکھا۔

مَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

جس نے اللہ پر توکل کیا تو اس کے لیے اللہ کافی ہے۔

تب سے میں نے خداوند قدوس پہ توکل کیا۔ وہ میرے لیے کافی ہے اور میرا بہترین وکیل ہے۔

حضرت خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

"حاتم! اللہ تبارک و تعالیٰ تمھیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

میں نے توریت، انجیل، زبور، فرقان کا بغور مطالعہ کیا تو ان چاروں کتب سے یہی آٹھ باتیں حاصل ہوئیں۔ جو ان پر عمل کرتا ہے گویا ان چاروں کتب پر عمل کرتا ہے۔

اس حکایت سے تجھے معلوم ہو گیا کہ کثرتِ علم کی ضرورت نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ والسلام۔

چھٹا راز

مکتوب ششم نفی اِثبات کا انکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک و تعالیٰ کے رازوں کا خزانہ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیوضات کی کان۔ میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی۔ اللہ آپ کو سلامتی کے ساتھ رکھے۔

ایک دن میرے پیر و مرشد نے نفی اور اثبات کے کلمات کے بارے کیا خوب فرمایا کہ نفی یہ ہے کہ خود کو نہ دیکھنا اور اِثبات ذاتِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ ہے کیونکہ خود بیں خدا بیں نہیں ہو سکتا۔ پس نفی کرنے والا ہونا چاہیئے ورنہ نفی کچھ نافع نہیں۔ اگر یہ خیال کریں کہ ہستی صرف ذاتِ باری تعالیٰ کی ہستی ہے تو مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

ترکِ حقائق کا راز

جاننا چاہیئے کہ کلمۂ شہادت نماز روزہ وغیرہ کی صورت بھی ہے اور حقیقت بھی ان کے حقائق کو ترک کر کے صرف ظاہری صورتوں پر قناعت کرنا فضول ہے وہ شخص بہت ہی بیوقوف ہے جو ان حقائق تک رسائی حاصل نہیں کرتا۔

پھر فرمایا کہ :۔

" اللہ تبارک و تعالیٰ لاشریک لہٗ ولا الٰہ غیرہٗ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے

گا۔ سالک ابتداء میں اندھا ہوتا ہے۔ جب اللہ ربّ العزت تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اُسے بینائی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے دیکھتا ہے اور اُسی سے سُنتا ہے۔ خود کو بھول جاتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو واصل اور ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ والسلام۔

ساتواں راز

مکتوب ہفتم پیر و مرشد کی کاملیت کا انکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عارف المعارف، حق شناس، عاشق الٰہی۔ میرے بھائی
خواجہ قطب الدین اوشی۔ خداوند قدوس آپ کے فقر کو فزوں کرے
دعا گو کی جانب سے اُنس بھر اسلام کے بعد مکشوف رائے معرفت
پیرائے ہو۔

اے میرے عزیز! اپنے مریدوں کو ضرور بتا دینا کہ کامل فقیر و مرشد سے کیا مراد
ہے۔ اور اُس کی نشانی کیا ہے اور یہ کیونکر پہچانا جاتا ہے۔
مشائخ طریقت قدس اللہ اسرار ہم نے فرمایا ہے:۔
اَلْفَقِیْرُ مَا لَا یَحْتَاجُ اِلٰی کُلِّ شَیْئٍ۔
فقیر وہ ہے جو ہر شے سے فارغ ہو۔
اور اُس کے باقی رہنے والے چہرہ کے اور کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ چونکہ تمام
موجودات اُس کے باقی رہنے والے چہرے کا آئینہ اور مظہر ہے۔ اس لیے وہ ان سے
اپنا مقصود دیکھتا ہے۔

کامل فقیر کون؟

بعض لوگوں کا قول ہے کہ کامل فقیر وہ ہے کہ جس کے دل سے سوائے حق کے

سب کچھ دُور ہو۔ اور بجز حق تبارک و تعالیٰ اُس کا کوئی مقصود یا مطلوب نہ ہو۔ جب بجز اللہ تبارک و تعالیٰ دل سے دُور ہو جاتا ہے۔ پس طالب کو ہمیشہ مطلوب و مقصود کے درپے رہنا چاہیئے۔ اب یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ مطلوب و مقصود کیا ہے۔

مقصود کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ مقصود یہی درد و سوز ہے خواہ حقیقی ہو یا مجازی ہو۔ یہاں سوز مجازی سے مراد شریعت کے ابتدائی احکام ہیں۔ والسلام۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

الحقیر پُر تقصیر ابوالطیب محمد شریف عارف نوری
نقشبندی قادری رضوی میرو والی فاروق آباد (شیخوپورہ)
یکم اکتوبر ۱۹۹۶ء خوش نویس عارف نوری

مناجاتِ خواجہ

سلطان الہند نائب رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی

چو من پُر جرم و عصیانم توئی غفار یا اللہ
اے اللہ تو میرے جرم اور گناہوں کی مغفرت کرنے والا ہے

چو من با عیب و نقصانم توئی ستار یا اللہ
اے اللہ تو میرے عیوب و نقائص پر پردہ ڈالنے والا ہے

چناں کن از کرم بر من بنائے توبہ مستحکم
اے اللہ تو اپنے کرم سے میری توبہ کی بنیاد کو مضبوط کر دے

کہ رانم بر زبان ہر لحظہ استغفار یا اللہ
اے اللہ ہمہ وقت میری زبان پر استغفار جاری کر دے

چناں کن از کرم در دل بحقِ احمدِ مرسل
اے اللہ احمدِ مرسل ختمی مرتبت کے طفیل میرے دل پر اپنا کرم فرما

عذاب جوں گردد مرا دشوار یا اللہ
اے اللہ روح نکلنے کی تکلیف کو میرے لیے آسان کر دے

چو گورِ تیرہ تر وحشت نماید بر منِ مجرم
جب مجھ گناہگار مجرم کو قبر کی تاریکی سے وحشت و خوف آئے

بشمعِ مغفرت گرداں پُر از انوار یا اللہ
اے اللہ تو اپنی نورانی شمع کو منور فرما کر میری بخشش کر دے

معین الدین عاصی را کہ می نالد بصد زاری
اے اللہ العالمین تیرا گناہگار بندہ معین الدین بصد عجز و انکسار و کرم عرض کرتا ہے

گناہم بخش ایماں را سلامت دار یا اللہ
اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور بوقت نزع ایمان کو سلامت رکھنا